15

موجودہ ایام میں خصوصیت کے ساتھ دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت والی اور کام کرنے والی زندگی عطا فرمائے

اگر اللہ تعالیٰ کوئی بشارت دے تو مومن کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں اور جدوجہد کو اَور بھی تیز کر دے

(فرمودہ 13 اپریل 1956ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"کراچی سے آنے کے بعد پہلے ستمبر اور اکتوبر کے کچھ دن طبیعت خراب رہی۔ اس کے بعد اچھی ہونی شروع ہوگئی اور دسمبر میں تو بہت ہی اچھی ہوگئی حتّٰی کہ جلسہ سالانہ پر میں نے کئی گھنٹہ تک تقریریں کیں۔ پھر جنوری میں بھی طبیعت اچھی رہی لیکن فروری کے آخر میں خراب ہونی شروع ہوئی اور اس کا سلسلہ چلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ مارچ میں شوریٰ ہوئی اور اس کے بوجھ کی وجہ سے طبیعت ایسی بگڑی کہ فالج کے حملہ کے بعد بھی پہلے دو چار دن چھوڑ کر اِتنی طبیعت نہیں بگڑی تھی جتنی اس وقت بگڑی۔ زیادہ تر یہ خیال ہے کہ میرے معالج ڈاکٹر کی مجھے ایک چٹھی آئی تھی جس میں اُس نے لکھا تھا کہ آپ تقریریں جتنی چاہیں کریں

لیکن ایسی جگہ نہ بیٹھیں کہ لوگ آپ سے اونچی آواز سے باتیں کر رہے ہوں اور آپ کو اُن کا اونچی آواز میں جواب دینا پڑتا ہو۔ اور شوریٰ کی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ انگریزی میں ایک محاورہ ہے کہ راؤنڈ دی ٹیبل ٹاک (Round The Table Talk) یعنی میز کے اردگرد لوگ بیٹھے ہوں اور اُن سے باتیں کی جا رہی ہوں اور مسائل پر غوروفکر جاری ہو۔ اور ایسی جگہ بیٹھنے سے اُس نے مجھے منع کیا اور کہا کہ میں تقریروں سے نہیں روکتا۔ چنانچہ جلسہ سالانہ پر میں نے ایک تقریر متواتر دو گھنٹے تک کی اور اس سے پہلے بھی دو دن تقریریں کرتا رہا۔ مگر خداتعالیٰ کے فضل سے مجھے کوئی کوفت نہ ہوئی۔ لیکن شوریٰ کے بعد طبیعت ایسی بگڑی کہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ میرے ہوش و حواس جاتے رہے ہیں اور جسم بالکل بیکار ہو گیا ہے۔ کچھ یہ بھی خیال ہے کہ اُس وقت گرمی کا موسم آ چکا تھا اور پھر شوریٰ کی کیفیت ''راؤنڈ دی ٹیبل ٹاک'' والی تھی۔ یعنی لوگ بولتے تھے اور مجھے اُن کی باتوں پر غور کرنا پڑتا تھا اور پھر مجھے بولنا پڑتا تھا۔ اور ڈاکٹر نے لکھا تھا کہ یہ سخت مُضر ہے۔ پھر بعد میں معلوم ہوا کہ ان ایام میں گرمی کی وجہ سے انتڑیوں اور معدہ پر بھی بُرا اثر پڑا۔ شوریٰ سے پہلے ہی میری بھوک بند تھی لیکن پھر اَور بھی بند ہو گئی۔ اِس طرح انتڑیوں کی یہ کیفیت ہو گئی کہ اسہال روکنے کی دوا دی جاتی تو بالکل قبض ہو جاتی اور اِجابت والی دوا دی جاتی تو اسہال شروع ہو جاتے۔ غرض طبیعت اِس قدر منقلب ہو گئی کہ وہ انتہا کی طرف جاتی تھی۔ اگر قبض کی طرف جاتی تو کئی کئی دن تک اِجابت کی طرف مائل ہی نہیں ہوتی تھی اور اگر اسہال کی طرف جاتی تو دن میں کئی کئی دفعہ اسہال آ جاتے۔ گویا انتڑیاں اور معدہ بالکل خراب ہو گیا۔ گو اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہو گیا کہ پہلے ڈاکٹروں کی توجہ ادھر نہیں گئی تھی۔ لیکن اس بیماری کی وجہ سے انہیں انتڑیوں کے علاج کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ ابھی چار پانچ دن سے ہی ادھر توجہ ہوئی ہے تو پھر خدا نے ایک نئی طاقت بخش دی ہے۔

باقی وہ جو احساس تھا کہ گرمی کی وجہ سے طبیعت خراب ہوئی ہے اس کے لیے انجمن نے ایک کثیر رقم خرچ کر کے کراچی میں کوٹھی بنوائی تھی اور اِس سے غرض یہ تھی کہ وہاں مبلغ رہے اور اس کے ساتھ جماعت کی لائبریری اور ریڈنگ روم بھی ہو تا کہ وہاں سلسلہ کی اعلیٰ درجہ کی نمائندگی ہو سکے۔ یہ کوٹھی پچھلے سال سے بن رہی تھی۔ میں انگلستان سے بھی

بار بار انہیں توجہ دلاتا رہا کہ جلدی کوٹھی بناؤ اور وہ ہمیشہ یہی کہتے کہ آپ کے آنے تک بن جائے گی۔ جب میں واپس آیا تو گو کوٹھی بن چکی تھی مگر اُس میں پانی اور بجلی کا انتظام نہیں تھا۔ اِسی وجہ سے مجھے جلدی ربوہ آنا پڑا۔ یہاں گرمی زیادہ تھی اور اِس کا طبیعت پر بُرا اثر ہوا۔ بہرحال میں نے پھر وہاں کے دوستوں سے کہنا شروع کیا کہ کوشش کرو کہ بجلی لگ جائے اور روشنی اور پنکھے کا انتظام ہو جائے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ستمبر میں لگ جائیں گے۔ مگر ستمبر کا سارا مہینہ گزر گیا اور پنکھے نہ لگے۔ پھر اکتوبر میں خط لکھے تو جواب آیا کہ اگلے ہفتہ لگ جائیں گے۔ مگر اگلا ہفتہ بھی خالی گزر گیا۔ پھر خط لکھے تو جواب آیا بس اگلے ہفتے لگ جائیں گے مگر پھر بھی نہ لگے اور اِس طرح اکتوبر کا مہینہ بھی گزر گیا۔ پھر انہوں نے کہنا شروع کیا کہ نومبر میں لگ جائیں گے اور ہر بار یہی کہتے کہ اگلے ہفتہ لگ جائیں گے مگر نومبر بھی گزر گیا اور ان کا اگلا ہفتہ نہ آیا۔ پھر دسمبر کا مہینہ شروع ہو گیا اور پھر انہوں نے یہی کہنا شروع کر دیا کہ بس اگلے ہفتے لگ جائیں گے۔ آخر جلسہ پر وہاں سے دوست آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ اگلے ہفتہ کے کوئی معنے ہونے چاہییں۔ اِتنا عرصہ گزر گیا اور آپ نے کوئی کام نہیں کیا۔ کہنے لگے بس اب جنوری میں بجلی آ جائے گی اور پنکھے لگ جائیں گے۔ چنانچہ جنوری میں پھر ان سے خط و کتابت شروع ہوئی اور جواب آیا کہ بس لگ گئی۔ میں نے پوچھا کہ لگ گئی سے مراد کیا ہے؟ کہنے لگے لگ گئی سے مراد یہ ہے کہ محکمہ والوں نے بجلی لگانے کا پکّا وعدہ کر لیا ہے۔ غرض اِنہی وعدوں میں جنوری کا مہینہ گزرا۔ پھر فروری کا مہینہ گزر گیا اور مارچ شروع ہو گیا۔ مارچ میں جب وہ مجلس شورٰی پر آئے تو میں نے کہا کہ خدا کا خوف کرو۔ اِتنا معمولی کام بھی تم سے نہیں ہو سکا۔ اِس پر شیخ عبدالحق صاحب انجینئر جنہوں نے بڑی محنت سے کوٹھی کا کام کیا ہے اور گو اُن سے بعض غفلتیں بھی ہوتی رہی ہیں مگر وہ ہمارے شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں انہوں نے کہا کہ اب واپس جاتے ہی کام مکمل ہو جائے گا اور آپ کو تار بھجوا دوں گا۔ چنانچہ اِتنی بات تو سچ نکلی کہ اُن کی طرف سے تار آ گیا کہ بجلی لگ گئی ہے۔ مگر ساتھ ہی ایک دوسرا تار آ گیا کہ جماعت کو کوٹھی کی سخت ضرورت ہے ہمیں استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ مگر یہ نہ لکھا کہ کتنے کمروں کی ضرورت ہے اور کب تک ضرورت ہے۔ گویا وہ جو خیال تھا کہ شورٰی کے بعد

طبیعت کی بحالی کے لیے میں کہیں چلا جاؤں وہ پورا نہ ہو سکا۔ گرمی تو کراچی میں بھی ہے لیکن وہاں ہوا چلتی رہتی ہے اور پھر پنکھے لگے ہوئے ہوں تو پھر گرمی سے تکلیف محسوس نہیں ہوتی مگر انہوں نے کہا بجلی تو ہم نے لگا دی ہے مگر آپ کی خاطر نہیں لگائی اپنی خاطر لگائی ہے۔ اس لیے عارضی طور پر ہمیں اِس کوٹھی کے استعمال کی اجازت دی جائے۔ اب میں ایسا بے حیا تو نہیں ہوسکتا تھا کہ دو سال سے جو لوگ کوٹھی بنوا رہے تھے اُن کو بھی استعمال کرنے کی اجازت نہ دیتا۔ میں نے لکھ دیا کہ تم استعمال کر سکتے ہو۔ مگر یہ بتاؤ کہ عارضی کا مفہوم کیا ہے؟ آیا دس دن مُراد ہیں یا دس سال مراد ہیں یا دس صدیاں مراد ہیں؟ مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں آتا حالانکہ اس کوٹھی میں سولہ کمرے ہیں اور اِتنے کمرے گورنر جنرل کی کوٹھی میں بھی نہیں ہیں اور ہماری جماعت کا کوئی بڑے سے بڑا امیر آدمی بھی وہاں ایسا نہیں جس کی کوٹھی کے سولہ کمرے ہوں۔ رامہ صاحب کی وہاں کوٹھی ہے جو ہماری اِس کوٹھی کے تیسرے حصہ کے برابر ہے اور نوسَو روپیہ ماہوار پر چڑھی ہوئی ہے۔ اگر انہیں کوٹھی کے تیسرے حصہ کی بھی ضرورت ہوتی تو دو تہائی میں ہم گزارہ کر سکتے تھے مگر بار بار پوچھنے کے باوجود وہاں سے کوئی جواب نہ آیا☆ اگر وقت پر جواب آ جاتا تو مجھے بڑی رقم خرچ کر کے چاروں طرف پہاڑوں پر انتظام کرنے کے لیے آدمی دوڑانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اب جواب ایسے وقت میں آیا ہے کہ نہ تو میں رمضان کی وجہ سے کراچی جا سکتا ہوں اور نہ تھوڑے دنوں کے لیے ہزاروں روپیہ خرچ کرکے پہاڑ پر جا سکتا ہوں۔ صرف یہی چیز باقی رہ گئی ہے کہ ربوہ میں رہوں اور میری صحت برباد ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے خدا ایسے دوستوں سے بچائے۔

بہرحال موسم کی خرابی کی وجہ سے میری صحت سخت بگڑ گئی ہے۔ پیچھے تو ایسی حالت ہو گئی تھی کہ مایوسی کی حد تک پہنچ گئی تھی۔ اور پچھلے سال فالج کے شدید حملہ کے بعد بھی طبیعت اِتنی خراب نہیں ہوئی تھی جتنی اِس سال ہوئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور اس نے ڈاکٹروں کا ذہن اِس طرف پھیرا کہ معدہ اور انتڑیوں کی طرف توجہ کرو۔ چنانچہ اس توجہ کے نتیجہ میں اب پہلے سے افاقہ محسوس ہوتا ہے گو پورا آرام تو نہیں آیا۔ مگر اِتنی طاقت پیدا ہو گئی ہے

☆ گو اَب ہزار خرابی کے بعد اور میری صحت برباد کر دینے کے بعد جواب آیا کہ کوٹھی خالی ہے آ جائیں

کہ میں بات کر سکوں حالانکہ نومبر دسمبر میں یہ کیفیت تھی کہ میں نے سیرِ روحانی کے پانچ سَو کالم کی نظرِثانی کی جو کتابی صورت میں تین سَو صفحات پر شائع ہو رہی ہے۔ اِسی طرح قرآن کریم کی آخری سورتوں کا مضمون سوا سَو کالم تک دیکھا۔ پھر جلسہ پر تقریریں بھی کیں مگر اب یہ حالت تھی کہ ایک سطر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ذرا بھی نظر ڈالتا تو سر چکرانے لگ جاتا۔ اترسوں تو طبیعت اِتنی خراب ہوگئی کہ میں گھر میں نماز سے پہلے سنتیں پڑھنے لگا تو سنتیں پڑھنے کے لیے جھکتے ہوئے مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی دیو نے مجھے اُٹھا کر پانچ سات فٹ پرے پھینک دیا ہے۔ آخر میری بیوی دوڑتی ہوئی آئی اور اس نے مجھے پیچھے سے پکڑا مگر ایک عورت کیا کر سکتی ہے۔ میں پھر بھی زمین پر منہ کے بَل گِر گیا مگر اس کے بعد میں نے غلطی کی کہ نماز پڑھانے کے لیے آ گیا۔ اِس خیال سے کہ کہیں باجماعت نماز نہ رہ جائے مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعد میں کئی دن طبیعت بہت خراب رہی۔ بہرحال اِن دنوں طبیعت اِس طرح خراب رہی ہے کہ بعض دفعہ تو زندگی سے نفرت پیدا ہو جاتی تھی کہ ایسی زندگی کو کیا کرنا ہے۔

بعض دوستوں کو بیشک اچھی خوابیں بھی آئی ہیں مگر وہ اس امر کو مدّنظر نہیں رکھتے کہ خوابیں ہمیشہ تعبیر طلب ہوتی ہیں۔ ایک دوست میرے پاس آئے اور کہنے لگے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری بیوی کے منہ پر داڑھی اور مونچھیں ہیں اور اُس کے جسم پر بال بھی اُگے ہوئے ہیں۔ مجھے اس خواب سے بڑی گھبراہٹ پیدا ہوگئی ہے۔ میں نے کہا گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں۔ تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہو گا۔ اِسی طرح مجھے یاد آیا کہ ابنِ سیرین جو حسن بصری کے داماد تھے اور جن کا مقام تصوّف میں حضرت علیؓ کے بعد سمجھا جاتا ہے اُن کے پاس ایک شخص گھبرایا ہوا آیا اور کہنے لگا میں تو اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ ننگی لیٹی ہوئی ہے اور دو مینڈھے اُس کے سامنے آپس میں ٹکریں مار رہے ہیں۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اُسے طلاق دے دوں۔ آپ نے فرمایا تم بیوقوفی نہ کرو تمہاری بیوی نے قینچی کے ساتھ صفائی کی ہے جاؤ اور جا کر پوچھو۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد آ کر کہنے لگا کہ حضور! آپ نے تو جان بچا لی۔ واقعہ یہی ہے کہ اُس نے قینچی کے ساتھ صفائی کی تھی۔ تو خواب میں جو کچھ دکھایا جاتا ہے اول تو اس کی تعبیر ہوتی ہے۔ دوسرے لوگ یہ نہیں سمجھتے

کہ ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے۔ اگر وہ دیکھیں گے کہ شفا ہو گئی ہے تو پھر اُسی وقت شفا کا انتظار کرنے لگ جائیں گے حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی کو خدا نے یہ دکھایا ہو کہ اُس کے ہاں بیٹا ہوا ہے اور اُسی وقت اندر سے بیوی کی آواز آ جائے کہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** بیٹا پیدا ہو گیا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ جو کچھ رؤیا میں دکھاتا ہے اُس کو پورا کرنے کے لیے ظاہری تدابیر کو بھی کام میں لانا ضروری ہوتا ہے۔

قصہ مشہور ہے کہ ایک بزرگ کے پاس ایک سپاہی آیا اور کہنے لگا دعا کیجیے کہ میرے ہاں بیٹا پیدا ہو۔ اس کے بعد وہ اُٹھ کر چل پڑا مگر بجائے اُس طرف جانے کے جس طرف سے آیا تھا وہ دوسری طرف روانہ ہو گیا۔ اُس بزرگ نے اُسے آواز دی اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ تم آئے تو اِدھر سے تھے اور جا اُدھر رہے ہو۔ وہ کہنے لگا حضور! میں چھاؤنی جا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا اگر تم چھاؤنی جا رہے ہو تو میری دعا سے کچھ نہیں بن سکتا۔ اگر تم نے بیٹا لینا ہے تو گھر کی طرف جاؤ۔

بہرحال جس طرح دعاؤں کی قبولیت کے لیے ظاہری تدابیر سے کام لینا بھی ضروری ہوتا ہے اسی طرح خوابوں کے بعد بھی دعاؤں اور جدوجہد کو تیز کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ سب کام وہ خود کرے بلکہ وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ بندے بھی اس میں حصہ لیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کا ہمیشہ یہ طریق تھا کہ جب بھی آپ کسی مریض کی نبض پر ہاتھ رکھتے فوراً دعا کرنا شروع کر دیتے کہ یا اللہ! مجھے نہیں پتا کہ اس شخص کو کیا مرض ہے۔ اس کی بیماری اس کے اندر چُھپی ہوئی ہے اور تُو ہی اس کو دور کر سکتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کو سمجھا دیتا اور آپ مریض کو علاج بتا دیتے۔

پھر بعض دفعہ تعبیر یہ ہوتی ہے کہ ڈاکٹروں کی طرف توجہ کرو ہم اُنہیں علاج سمجھا دیں گے اور بعض دفعہ یہ مراد ہوتی ہے کہ دعائیں کرتے رہو آخر ان دعاؤں کے نتیجہ میں شفا ہو جائے گی۔ مگر ناواقف اور روحانیت سے نابلد انسان سمجھتا ہے کہ جب خدا نے ایک نظارہ دکھا دیا ہے تو مجھے کسی دعا یا مزید جدوجہد کی کیا ضرورت ہے۔

مجھے اب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کا ایک واقعہ

نہیں بھولتا (ضمناً میں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ کئی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کی روایات مجھ سے پوچھتے رہتے ہیں مگر اُس وقت کوئی خاص بات یاد نہیں آتی۔ اب موقع پر ایک بات یاد آ گئی ہے۔ جن کو شوق ہو وہ لکھ لیں)۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب آتھم کے متعلق پیشگوئی کی اور اس کی میعاد کا آخری دن آیا تو اُس دن ایک احمدی پٹھان کی زور زور سے رونے اور چیخیں مارنے کی آوازیں آنی شروع ہوئیں کہ یااللہ! اپنے مسیح کو سچا کر دے۔ یااللہ! آج دن ختم نہ ہو جب تک کہ آتھم مر نہ جائے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے مطب کے ساتھ والے کمرے کا واقعہ ہے جو مسجد مبارک کے سامنے تھا اور جس میں اُن دنوں مہمان ٹھہرا کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول جس کمرہ میں مطب فرمایا کرتے تھے وہ ایک لمبا سا کمرہ ہوا کرتا تھا اور اُس میں حکیم مولوی قطب الدین صاحب آپ کے کمپاؤنڈر (COMPOUNDER) کے طور پر کام کیا کرتے تھے۔ جب حضرت خلیفہ اول کی وفات ہوگئی تو پھر وہ خود طبیب بن گئے اور اسی کمرہ کے ایک حصہ میں مطب کرنے لگ گئے۔ دوسرے حصہ میں ہمارے موٹر کا گیراج (GARAGE) بن گیا تھا۔ حضرت خلیفہ اول کے اس مطب کے ساتھ ایک اَور کمرہ ہوا کرتا تھا جسے اُس وقت مہمان خانہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا اور جس میں وہ پٹھان بھی ٹھہرا ہوا تھا۔ جب آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آیا تو اُس نے اور اُس کے بعض ساتھیوں نے مل کر شور مچانا شروع کر دیا کہ یا اللہ! اپنے مسیح کو جھوٹا نہ کیجیٔو۔ یا اللہ! آج دن ختم نہ ہو جب تک کہ آتھم مر نہ جائے۔ اُن دنوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عصر کے بعد مسجد میں بیٹھ جاتے اور شام تک وہیں تشریف رکھا کرتے تھے آپ نے یہ شور سنا تو فرمایا انہیں جا کر سمجھاؤ کہ کیا خدا کو نہیں پتا کہ اُس نے کوئی پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ تم کیوں گھبرا رہے اور خوامخواہ چیخیں مار رہے ہو۔ مگر اِدھر تو بعض لوگوں کی یہ کیفیت تھی اور اُدھر چاچڑاں شریف والے غلام فرید صاحب جو ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں اور جن کے مریدوں میں نواب صاحب بہاولپور بھی شامل تھے ایک دفعہ اُن کے سامنے بعض لوگوں نے آتھم کی پیشگوئی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ وہ اِتنے عرصہ میں مر جائے گا

مگر نہ مرا اور مرزا صاحب کی پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ یہ مذاق جاری رہا۔ یہاں تک کہ نواب صاحب بھی اس ہنسی میں شریک ہو گئے۔ اِس پر غلام فرید صاحب جوش میں آ گئے اور انہوں نے کہا چُپ رہو! تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم اُس شخص کا مذاق اُڑا رہے ہو جس نے ایک عیسائی کے مقابلہ میں اپنی غیرت کا اظہار کیا۔ اُس عیسائی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا جس پر مرزا صاحب کو جوش آ گیا اور وہ اس کے مقابلہ کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم اس عیسائی کی تو تائید کر رہے ہو جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا اور مرزا صاحب کا مذاق اُڑا رہے ہو حالانکہ انہوں نے اسلام کے لیے اپنی غیرت کا اظہار کیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا تم کہتے ہو آتھم نہیں مرا۔ آتھم مر چکا ہے اور اُس کی لاش میری آنکھوں کے سامنے پڑی ہے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آتھم اس پیشگوئی کے مطابق مر گیا۔ اب دیکھ لو! چاچڑاں والے بزرگ سمجھ گئے کہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے مگر نواب بہاولپور نہ سمجھے اور انہوں نے سمجھا کہ پیشگوئی غلط نکلی ہے۔ اِسی طرح خوابوں کی بھی تعبیریں ہوتی ہیں اور وہ اپنے وقت پر ظاہر ہوا کرتی ہیں۔

ابھی چند دن ہوئے میں نے رؤیا میں دیکھا کہ مفتی فضل الرحمان صاحب آئے ہیں۔ جہاں میں سوتا ہوں اُس کے قریب ہی ایک قالین نماز کے لیے بچھا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ مفتی صاحب آئے اور اُس پر بیٹھ گئے۔ اِس پر میں بھی اپنی چارپائی سے اُتر کر اُن کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے انہیں کہا کہ آپ نے حضرت خلیفہ اول کی صحبت میں بڑا وقت گزارا ہے اور آپ اُن کے کمپاؤنڈر(COMPOUNDER) رہے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول کو فالج کے علاج کا بڑا دعوٰی تھا۔ آپ کو اُن کے تجربات کا علم ہو تو مجھے بھی بتائیں۔ اِس پر انہوں نے بڑی لمبی باتیں شروع کر دیں۔ مگر مجھے کوئی نسخہ یاد نہ رہا اور آنکھ کھل گئی۔ مفتی فضل الرحمان صاحب چونکہ طبیب تھے اس لیے میں نے سمجھا کہ اب اللہ تعالیٰ اپنی رحمانیت کے نتیجہ میں فضل نازل فرمائے گا۔ چنانچہ اِس رؤیا کے پانچ سات دن کے بعد ڈاکٹروں کی سمجھ میں بھی بات آ گئی کہ معدہ اور انتڑیوں کا علاج کرنا چاہیے اور طبیعت سنبھل گئی ورنہ یہ پانچ سات دن ایسے گزرے ہیں جیسے کوئی جہنم میں پڑا ہوا ہو۔ مگر میں سمجھتا تھا

کہ رحمان کا ضرور فضل ہو گا۔ چنانچہ اُس کا فضل ہوا اور بیماری سمجھ میں آ گئی۔ اگر اِدھر میں خواب دیکھتا اور اُدھر سمجھتا کہ فوراً شفا ہو جائے گی تو غلطی ہوتی۔ دیکھ لو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ۔ 1 یعنی وہ خدا جس نے تجھ پر اپنی شریعت کاملہ نازل کی ہے وہ ضرور تجھے مکہ میں واپس لے آئے گا مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے گئے تو اُس کے دوسرے ہی دن واپس نہیں آ گئے، دوسرے سال بھی واپس نہیں آئے بلکہ کئی سال کے بعد آئے۔ تو ہر چیز کا ایک وقت مقدر ہوتا ہے مومن کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرے کہ جو خوابیں دکھائی گئی ہیں اُن کو وہ جلدی پورا کر دے۔ جیسا کہ خدام کے جلسہ میں مَیں نے کہا تھا بعض لوگ صرف یہ دعا کرتے ہیں کہ خدا اُن کو لمبی زندگی دے حالانکہ بیماری میں یہ دعا کرنا کہ لمبی زندگی ہو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ تکلیف اَور بھی لمبی ہو جائے۔ دعا یہ کرو کہ اللہ تعالیٰ صحت والی زندگی دے اور کام کرنے والی زندگی دے۔

ایک دوست نے لکھا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ جمعہ یا عید کا خطبہ پڑھا رہے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہا ہوں کہ یا اللہ! تیرے پاس تو بڑے بڑے خلیفے ہیں اور تُو اگر چاہے تو اچھے سے اچھے خلیفے دے سکتا ہے لیکن ہم نے چونکہ ان کے ساتھ کام کیا ہے اس لیے ہمیں ان سے محبت ہے۔ تُو اپنے فضل سے ان کو صحت دے۔ پھر اِلقاء ہوا کہ تم یہ دعا کرو کہ یااللہ! تُو ان کو صحت والی زندگی دے اور کام کرنے والی زندگی دے۔ چنانچہ میں نے یہ دعا کی۔ اِس پر دوبارہ الہام ہوا کہ ایسا ہی ہو گا۔ ہم انہیں صحت والی زندگی بھی دیں گے اور کام والی زندگی بھی دیں گے۔ پس ایسی خوابوں کے بعد انسان کو یہ دعا کرنی چاہیے کہ الٰہی! اگر یہ خوابیں پوری نہ ہوئیں تو ہم جھوٹے ثابت ہوں گے۔ اس لیے تُو اپنا فضل فرما اور ان خوابوں کو پورا فرما دے۔ میں نے جو مفتی فضل الرحمان صاحب والی خواب دیکھی تھی اُس کے پانچویں ساتویں دن صحت ہونی شروع ہو گئی تھی۔

پس خواب آ جانے کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ اب اس کام کا کرنا خدا کے ذمہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے ذمہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کام نہیں تھا۔ اس کے لیے بھی

آپ کو محنت اور جدوجہد کرنی پڑتی تھی۔ جب بدر کی جنگ ہوئی تو صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یَارَسُولَ اللّٰہ! ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں فتح ہوگی یا شکست۔ اگر خدانخواستہ شکست ہوئی تو یَا رَسُولَ اللّٰہ ! ہمیں اپنی کوئی پروا نہیں۔ ہم مارے جائیں گے تو اَور ہزاروں مل جائیں گے۔ خود مدینہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اسلام کے فدائی ہیں اور وہ آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دشمن کو آپ کے قریب پہنچنے نہیں دیں گے لیکن یَارَسُولَ اللّٰہ! اگر آپ کو کچھ ہو گیا تو آپ دوبارہ دنیا کو نہیں مل سکتے۔ پھر چونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اسلام کو سنبھالنے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں اس لیے انہوں نے کہا یَارَسُولَ اللّٰہ! یہ دو تیز رفتار اونٹنیاں ہم نے باندھ دی ہیں۔ اگر ہم مارے جائیں تو یَارَسُولَ اللّٰہ! ایک اونٹنی پر آپ بیٹھ جایئے اور ایک پر ابوبکرؓ بیٹھ جائیں اور پھر ایڑی لگا کر فوراً مدینہ پہنچ جائیں۔ وہاں ہمارے بھائی موجود ہیں جو اسلام کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِس سے گریز کیا تو انہوں نے علیحدہ ایک اونچی جگہ بنا دی اور کہا یَارَسُولَ اللّٰہ ! آپ اسی مقام پر تشریف رکھیں تا کہ دشمن آسانی سے آپ تک نہ پہنچ سکے۔ آپ نے اُس جگہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی شروع کر دیں 2 اور کہا اے اللہ! یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو دنیا میں تیرا نام بلند کرنے کے لیے کھڑی ہوئی ہے۔ اگر یہ چھوٹی سی جماعت آج ہلاک ہوگئی تو دنیا میں تیرا نام لینے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس تضرّع کے ساتھ دعائیں کرتے دیکھا تو انہوں نے کہا یَارَسُولَ اللّٰہ ! آپ کیا کر رہے ہیں۔ کیا خدا کے وعدے نہیں کہ وہ ہمیں فتح دے گا؟ آپؐ نے فرمایا بیشک خدا کے وعدے ہیں لیکن ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اس سے دعائیں کریں۔ 3

پس اگر کسی کو کوئی خواب آ جاتی ہے تو اس کی ذمہ داری کم نہیں ہو جاتی بلکہ زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کہے کہ یااللہ! تُو جانتا ہے کہ یہ خواب میں نے نہیں بنائی۔ تُو نے خود مجھے یہ خواب دکھائی تھی۔ اب اگر یہ خواب پوری نہیں ہوتی تو تیرے ساتھ میں بھی جھوٹا ہو جاتا ہوں۔ تُو فضل کر اور اِس خواب کو پورا فرما تا کہ میں

جھوٹا نہ بنوں۔

پھر بعض دفعہ خواب کی یہ بھی غرض ہوتی ہے کہ عقلی طور پر علاج سوچے جائیں اور خداتعالیٰ نے حصولِ مقصد کے لیے جو ذرائع پیدا کیے ہیں اُن سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ اِسی طرح دعاؤں کے نتیجہ میں بعض دفعہ اِتنا وقت مل جاتا ہے کہ انسان کئی قسم کے کام کرسکتا ہے۔ اچانک موت آ جائے تو سب کام ادھورے رہ جاتے ہیں لیکن اگر وقت مل جائے تو انسان دعائیں بھی کرسکتا ہے اور علاج بھی کرسکتا ہے اور اپنے کئی کاموں کو بھی مکمل کر لیتا ہے۔ بہرحال جب خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی خواب دکھایا جائے تو انسان کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اس کے لیے دعاؤں سے کام لے اور یہ نہ سمجھ لے کہ اب یہ کام اللہ تعالیٰ ہی کرے گا مجھے اس میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض دفعہ خداتعالیٰ ہی بندے کا سارا کام اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ مگر ایسا شاذونادر کے طور پر ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ بیمار ہوئے اور آپ کو خطرناک کھانسی شروع ہوگئی۔ رات اور دن آپ کھانستے رہتے تھے اور یہ کھانسی اِتنی بڑھ گئی کہ حضرت خلیفہ اول کو شبہ ہوا کہ کہیں آپ کو سِل نہ ہوگئی ہو۔ چونکہ آپ کو دوائیں پلانے کا کام میرے سپرد تھا اس لیے بچپن کے لحاظ سے میں بھی اپنے آپ کو مشورہ دینے کا اہل سمجھنے لگ گیا۔ ایک دفعہ باہر سے کوئی دوست آئے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے کوئی پھل لائے۔ غالبًا کیلے تھے جو انہوں نے پیش کیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھتے ہی فرمایا کہ لاؤ اور مجھے کیلا دو۔ چونکہ کیلے میں بھی تھوڑی سی تُرشی ہوتی ہے اور میں سارا دن دوائیں پلا پلا کر اپنے آپ کو بھی مشورہ دینے کا اہل سمجھتا تھا میں نے کہا کہ کیلا آپ کے لیے مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا جانے دو، لاؤ کیلا۔ خدا نے مجھے کہا ہے کہ اچھے ہو جاؤ گے۔ اس لیے اب کسی علاج کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ واقع میں اس کے بعد آپ کو صحت ہوگئی۔ اب دیکھو! وہی چیز جو کھانسی پیدا کرنے والی تھی اللہ تعالیٰ کی خاص مشیّت کے ماتحت کھانسی نہ پیدا کرسکی اور آپ اچھے ہو گئے۔ بلکہ میں نے جب زیادہ اِصرار کیا تو آپ نے فرمایا جاؤ جاؤ پرے جا کر بیٹھو۔ ابھی الہام ہوا ہے

کہ کھانسی دور ہوگئی۔ اس لیے اب کسی علاج اور احتیاط کی ضرورت نہیں۔ پس کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کا کام اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ مگر زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے کہ مومن کو خود بھی دعاؤں اور جدوجہد سے کام لینا پڑتا ہے۔ پس دعائیں کرو اور پہلے سے زیادہ کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جسم میں بیماری کا تلاش کرنا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے تاریک مکان میں سُوئی تلاش کرنا۔ اگر بیماری نظر آ جائے تو یہ بھی خداتعالیٰ کے فضل کی علامت ہوتی ہے۔

پس جن دوستوں کو خوابیں آتی ہیں انہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کو سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت دی ہے کہ اگر تم دعائیں کرو گے تو یہ اچھے ہو جائیں گے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے ان کا حوصلہ بڑھا دیا ہے اور حوصلہ بڑھ جائے تو یہ بھی بڑی اچھی بات ہوتی ہے۔ حوصلہ گر جائے تو اچھے بھلے آدمی کی جان نکل جاتی ہے"۔

(الفضل 25/اپریل 1956ء)

1: القصص: 86

2: سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 271، 272 مصر 1936ء

3: سیرت ابن ہشام جلد 2 صفحہ 279 مصر 1936ء، و صحیح مسلم کتاب الجهاد باب الامداد بالملائكة فی غزوة بدر و اباحة الغنائم